

## 103585-کیا بارش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے اوپر موجود کھڑکی کھولی گئی تھی؟

سوال

مجھے صوفیوں کی طرف سے بیان کی جانے والی حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں تفصیلی جواب چاہیے، وہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بتایا کہ بارش طلب کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر موجود کھڑکی کو کھولا گیا تھا۔

پسندیدہ جواب

اول:

سوال میں جس روایت کی طرف اشارہ ہے اسے ابو الجوزاء اوس بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ : (اہل مدینہ کو شدید قحط سالی کا سامنا تھا، تو انہوں نے سیدہ عائشہ کے سامنے شکایت پیش کی، تو انہوں نے کہا کہ : تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر دیکھو اور اس کی پھٹت میں ایک کھڑکی بنادو کہ آسمان اور آپ کی قبر کے درمیان کوئی پھٹت نہ ہو، تو لوگوں نے ایسا ہی کیا، پھر اتنی بارش ہوئی کہ سبزہ اگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے تازے ہو گئے کہ چربی سے پھٹنے لگے، اور اس سال کو "عام فتن" [موٹا پے سے پھٹ جانے کا سال] آئیا۔)

اس روایت کو داری : (1/56) نے حدیث نمبر : (92) کے تحت ذکر کیا ہے اور اس پر باب قائم کیا ہے کہ : "باب ہے اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے بعد بھی عزت سے نوازا"

امام داری اس کی سند بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں : ہمیں حدیث بیان کی ابو نعیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعید بن زید نے بیان کی، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عمرو بن مالک نحری نے بیان کی اور انہیں ابو الجوزاء اوس بن عبد اللہ نے بیان کی کہ --- اس کے بعد انہوں نے مذکورہ بالروایت کا متن ذکر کیا۔

لیکن یہ روایت ضعیف ہے، صحیح نہیں ہے، علامہ البانیؒ نے اس کی وضاحت کی ہے، چنانچہ آپ اپنی کتاب : "التوسل" صفحہ : (128) میں کہتے ہیں :

"اس روایت کی سند تین امور کی وجہ سے ضعیف ہے، ان کی وجہ سے یہ روایت دلیل نہیں بن سکتی :

پہلی وجہ : سعید بن زید کو حماد بن زید کے بھائی ہیں ان میں کمزوری پائی جاتی ہے، اسی لیے حافظ ابن حجر اپنی کتاب تقریب التذیب میں ان کے متعلق کہتے ہیں کہ : "صدق لہ آواہم" یعنی یہ روایی صدقہ ہے اور اس نے روایت حدیث میں غلطیاں بھی کی ہیں۔

جگہ حافظ ذہبیؒ اپنی کتاب المیزان میں کہتے ہیں :

"محی بن سعید کہتے ہیں کہ یہ راوی : ضعیف ہے۔

سعدی کہتے ہیں کہ : "لیس بکجھ لیغضون حدیثہ" یعنی یہ روایی قابل صحبت نہیں ہے محدثین اس کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

امام نسائی اور دیگر محدثین کہتے ہیں کہ : "لیس بالتوی" یعنی یہ مضبوط روایی نہیں ہے۔

امام احمد کہتے ہیں کہ : "لیس بہ بآس، کان محی بن سعید لا یستمره" اس میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ محی بن سعید اسے قبول نہیں کرتے تھے۔

دوسری وجہ : یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع نہیں ہے، چنانچہ اگر صحیح بھی ہوتی تو یہ دلیل نہیں بن سکتی؛ کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ یہ صحابہ کرام کے اجتادی فیصلوں میں سے ہو جو کہ صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی، اور صحابہ کرام کے اجتادی فیصلوں پر ہمارے لیے عمل لازمی نہیں کیا گیا۔

تیسرا وجہ: یہاں امام دارمی کے استاد ابو نعمن جن کا نام محمد بن افضل ہے، انہیں عارم کے لقب سے بھی پہچانا جاتا ہے، یہ اگرچہ ثقہ ہیں، لیکن انہیں آخری عمر میں جا کر حافظ کی کمزوری کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ اسی لیے حافظ برہان الدین جلی نے انہیں اپنی کتاب: "الاغباط بمن رمی بالاختلاط" میں شامل کیا ہے، انہوں نے یہ اقدام ابن الصلاح کی پیروی میں کیا ہے؛ کیونکہ ابن الصلاح نے انہیں اپنی کتاب مقدمہ ابن الصلاح میں "مختلطین" میں شامل کیا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ: "ان لوگوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ان میں سے ان لوگوں کی روایات قبول ہوں گی، انہوں نے ان راویوں سے اختلاط سے پہلے روایت لی ہے، لہذا حسن نے اختلاط کے بعد روایت لی ہے، یا جن کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوا پرہاکہ انہوں نے اختلاط سے قبل روایت لی تھی یا بعد میں تو ان کی روایت بھی قبول نہیں ہو گئی"

تو اس بنا پر میں [ابانی] کہتا ہوں کہ: اس روایت کے بارے میں معلوم نہیں ہوا کہ دارمی نے ان سے اختلاط سے پہلے سنی تھی یا بعد میں، اس لیے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے، اور اس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب: "الرد علی البجری" میں لکھا ہے کہ:

"اور بارش کے لیے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کھڑکی کھولنے کے بارے میں روایت بیان کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے، نہ ہی اس کی سند ثابت ہے، اس کے بھوٹ ہونے کی دلیل میں یہی کافی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں [چھٹ کی جانب] کوئی کھڑکی تھی ہی نہیں، یعنی وہ ایسے ہی تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا، گھر کا کچھ حصہ چھٹا ہوا تھا اور کچھ کھلا تھا، اور کھلی جانب سے گھر میں سورج کی روشنی بھی آتی تھیں، جیسے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب دھوپ آپ کے صحن میں ہوتی تھی، ابھی تک سایہ نہیں آیا ہوتا تھا۔ پھر یہ گھر ولید بن عبد الملک کے دور تک اسی طرح رہا، پھر جب ولید نے اپنے عمد میں مسجد کی تو سیع کی تو ان گھروں کو بھی مسجد نبوی میں شامل کریا، تو اس وقت سے یہ جگہ سے مسجد نبوی میں شامل ہو گئے، اور پھر قبر مبارک والے سیدہ عائشہ کے حجرے کے ارد گرد بلند دیوار بنائی، اور اس میں یہ کھڑکی رکھی گئی تاکہ صفائی سترانی کے لیے اگر کوئی آنا چاہیے تو یہاں سے نیچے اتر سکے، لہذا یہ کہنا کہ یہ طاق پر سیدہ عائشہ کی زندگی میں موجود تھا تو یہ سفید بھوٹ ہے۔" ختم شد

دوم:

نیز اس اثر میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاجت روائی کا مطالبہ جائز ہے، اس روایت میں ایسی کوئی بات دور یا قریب سے آپ کو نظر نہیں آئے گی، زیادہ سے زیادہ اس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ کا مقام بست بلند تھا، اور یہی بات امام دارمی کے اس حدیث پر قائم کردہ باب سے عیال ہوتی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اٹھ کر برکت، اور آپ کی اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت بست بلند ہے۔ اب اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ مسلمان آپ کی قبر پر آئیں اور حاجت روائی کا مطالبہ کریں، صحابہ کرام نے ایسا کوئی مطالبہ نہیں کیا، [زیادہ سے زیادہ ان سے جو منقول ہے وہ یہ ہے کہ] انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرے کی چھٹ کی جانب طاق پر کھول دیا تھا، کسی نے بھی یہ نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی بارش نازل کرنے کا مطالبہ کرنے لگیں، نہ ہی انہوں نے اپنی حاجت روائی کے لیے آپ سے دعائیں مانگیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "اقضاء الصراط المستقيم" کے صفحہ: (338) میں لکھتے ہیں:

"قبروں کے پاس دعائیں مانگنے کے لیے جانا اور یہ سمجھنا کہ یہاں پر دعائیں کسی اور جگہ کے مقابلے میں زیادہ قبول ہوتی ہیں، یہ غیر مشرعی کام ہے، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بالکل اجازت نہیں دی، پھر کسی بھی صحابی، تابعی، یا مسلمانوں کے ائمہ کرام میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا، پھر سلف صالحین میں سے کسی نے ایسے عمل کا مذکورہ بھی نہیں کیا، بلکہ اس بارے میں جو کچھ بھی نقل کیا جاتا ہے وہ دوسری صدی ہجری کے بعد کا ہے۔"

حالاً کہ صحابہ کرام نے کئی بار اپنی زندگی میں قحط سالی کا سامنا کیا، اس کے علاوہ بھی انہیں سنگین نوعیت کی پریشا نیوں سے گزرا چڑا، تو کیا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر بارش مانگی، یا حاجت روائی کا مطالبہ رکھا؟!

بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کرو اکر بارش طلب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر بارش نہیں مانگی۔

بلکہ یہاں تک ذکر کیا جاتا ہے کہ سیدہ عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے پردہ ہٹایا تاکہ بارش ہو جائے؛ کیونکہ آپ کی قبر پر رحمت نازل ہوتی ہے سیدہ عائشہ نے آپ کے پاس بارش کی دعائیں فرمائی، نہ ہی قبر کے پاس جا کر حاجت روائی کا مطالبہ کیا۔ "ختم شد"

تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں صوفیوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے استغاثہ، یا آپ کی ذات یا جاہ کا وسیلہ دینے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

واللہ اعلم